شاہ ولی اللہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے آئینہ میں

ندوہ میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا توسیعی خطبہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں توسیعی خطبات کی روایت بہت دنوں سے چلی آرہی ہے۔ ہر سال ملک یا بیرونِ ملک کے ممتاز علماء و مفکرین مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالے پڑھتے ہیں۔ اس سال اس سلسلہ کی ابتدا مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے مقالہ سے ہوئی۔ جو مولانا مدظلہ نے ۲۹ جنوری ۱۹۸۴ء کی شام کو بعد نمازِ مغرب الاصلاح کے جمالیہ ہال میں خود پڑھا۔ مقالہ کا عنوان تھا "شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ کے آئینہ میں"۔

حضرت مولانا مدظلہ نے مختصر زبانی تمہید کے بعد اپنا مقالہ پڑھا۔ مقالہ کے اہم حصوں کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے۔ (عبدالحکیم۔ تعمیر حیات)

حجۃ اللہ البالغہ کا امتیاز شاہ صاحب کی سب سے معرکۃ الآراء کتاب اور علمی کارنامہ "حجۃ اللہ البالغہ" ہے جس میں دین و نظامِ شریعت کا ایک ایسا مربوط، جامع اور مدلل نقشہ پیش کیا گیا ہے جس میں ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاق، علم الاجتماع و تمدن، سیاست و احسان کو ایک ایسے ربط و تعلق اور صحیح تناسب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہ ایک ہار کے موتی اور ایک زنجیر کی کڑیاں معلوم ہوتی ہیں۔ اور ان میں اصول و فروع، مقاصد و وسائل اور دائمی و مؤقت کا فرق نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے پاتا جو ان بہت سی تصنیفات و تحقیقات کی قدیم کمزوری ہے جو کسی غلو یا ناانصافی کے ردِ عمل یا کسی جذبہ یا جوش کے ماتحت لکھی گئی ہیں۔ اس ربط و تناسب کی وجہ شاہ صاحب کی فطری سلامت طبع اور اعتدال کے علاوہ ان کا علم حدیث کا گہرا اور وسیع مطالعہ اور وہ مخصوص مزاج ہے جو حدیث اور سیرت کے اشتغال یا مزاج نبوی سے مناسبت رکھنے والے کسی عالم ربانی کی صحبت و تربیت میں پیدا ہوتا ہے۔ اسلام کی یہ مربوط ترجمانی جو حجۃ اللہ البالغہ کے صفحات میں دیکھنے میں آتی ہے، بہت کم دینی مؤلفات میں نظر آئے گی۔ اسی طرح حجۃ اللہ البالغہ

اس دورِ عقلیت کے لئے ایک نیا علم کلام بن گیا ہے جس میں ایک حق پسند و سلیم الطبع انسان کے لیے جس کو علمی استعداد اور بوقت نظر کا بھی کچھ حصہ ملا ہو تشفی کا وافر سامان ہے۔

موضوع کی نزاکت: شریعت کے احکام و اعمال کے اسرار و حکم کا موضوع بڑا نازک موضوع ہے۔ مولانا نے موضوع کی نزاکت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

حقائق دینی اور احکام شرعی کی حکمتوں، مصالح و اسباب و علل کے بیان کرنے کا موضوع بڑا نازک ہے۔ ذراسی بے اعتدالی، کسی خاص رجحان کا غلبہ یا زمانہ کے اثر سے پڑھنے والے کا ذہن شرائع سماوی اور تعلیمات نبوی کی پیرای سے اتر کر جس میں اصل مقصود رضائے الٰہی، قربِ خداوندی اور نجاتِ اخروی کو قرار دیا گیا ہے۔ مادی منافع زندگی کی بہتر تنظیم اور تمدنی فوائد یا سیاسی مقاصد کے حصول کی پٹری پر پڑ جاتا ہے۔ اور سعی و جہد کے پورے سلسلے سے ایمان و احتساب کی روح یا تو بالکل نکل جاتی ہے یا بہت کمزور و مجروح ہو کر رہ جاتی ہے۔ مثال کے طور نماز کی حکمت و مصلحت یہ بیان کی جا سکتی ہے کہ وہ ایک فوجی پریڈ ہے۔ روزہ صحت کے لئے مفید ترین طریقہ ہے۔ زکوٰۃ اہل دولت پر غریبوں کا ٹیکس ہے۔ حج ایک سالانہ بین الاقوامی کانفرنس ہے۔

ان خطرات کے پیش نظر اس موضوع سے صحیح طور پر وہی عالم عہدہ برآ ہو سکتا ہے جس کے ہاتھ میں دین و شریعت کا اصل سررشتہ ہو جو شرائع الٰہی کے نزول اور انبیاء کی بعثت کے مقصد سے آگاہ ہو۔ اور جس کے رگ و پے میں ایمان و احتساب کی روح سرایت کر چکی ہو۔ اور شاہ صاحب اس نازک موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے موزوں موزوں ترین شخص تھے۔

تمہیدی مضامین | مولانا نے اپنے مقالہ میں اس کتاب کی تصنیف کے اسباب و محرکات بیان کئے۔ پھر کتاب کا مفصل تعارف کرایا ہے۔ کتاب کا تعارف کراتے ہوئے مولانا نے لکھا ہے۔

کتاب کے ابتدائی حصہ میں شاہ صاحب نے ان تمہیدی مباحث کو شامل کیا ہے جن سے ہدایت ربانی اور انبیاء کی بعثت اور ان کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ثابت ہو۔ اس پر بڑی اصولی اور بنیادی بحث وہ ہے جو انہوں نے "باب سر التکلیف" کے عنوان کے ماتحت پیش کی ہے اور جس میں ثابت کیا ہے کہ تکلیف (یعنی اوامر و احکام پر عمل کرنے اور نواہی سے بچنے کا مکلف بنانا) نوع انسانی کے فطری تقاضوں میں سے ہے اور اس سلسلہ میں شاہ صاحب کے حیوانات نباتات اور نوع انسانی کے وسیع اور دقیق مطالعہ کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز طبیعات وطب اور نباتات سے واقفیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ شاہ صاحب نے عقلی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ انسانوں کو حیوانات و نباتات سے جو امتیاز حاصل ہے اور ان میں جو استعدادیں اور جو فطری طلب رکھی گئی ہے وہ زبانِ حال سے تکلیف شرعی اور ہدایت ربانی کا سوال کرتی ہے۔

شاہ صاحب کے نزدیک عبادات اور عمل بالشرائع نوع انسانی کا ایسا ہی نوعی تقاضہ ہے جیسا کہ درندوں کا گوشت کھانا۔ بہائم کا گھاس چرنا۔ اس کے بعد شاہ صاحب جزا وسزا کو تکلیف شرعی کا قدرتی تقاضا بتاتے ہیں۔

حجۃ اللہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ کی دوربین نگاہ نے یہ دیکھ لیا تھا کہ جلد وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں ایک طرف لوگ احکام شریعت کے اسرار و حکم کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ دوسری طرف دین اور زندگی میں ربط معلوم کرنا چاہیں گے۔ اسی لئے شاہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کو نظام تشریعی سے شروع کرتے ہوئے پہلے ان اوامر و نواہی پر مشتمل ہوتا ہے جن کا اصلا تعلق ثواب و عذاب اور نجات و فلاح اخروی سے ہے۔ کتاب کو ان مباحث سے شروع کیا جن کا تعلق دنیا کے نظام تکوینی اور حیات انسانی سے ہے۔ اور جن کی پابندی سے ایک صحت مند ہیئت اجتماعی اور صالح تمدن وجود میں آتا ہے۔

حجۃ اللہ کے مضامین | اس کے بعد سنت مولانا نے مختلف عنوانات کے تحت حجۃ اللہ البالغہ کے مضامین و مشتملات پر روشنی ڈالی۔ ان میں چند عناوین یہ ہیں:۔

ارتفاقات، شہری و اجتماعی زندگی کی اہمیت اور اس کی شکلیں۔ وجوہ معاش کی محمود و مذموم شکلیں۔ سعادت اور اس کے اصول چہارگانہ، عقائد و عبادات۔ سیاسیات اور انبیاء کی ضرورت بعثت مقرونہ۔ ایرانی و رومی تمدن میں اخلاقی قدروں کی پامالی۔ حدیث و سنت کا مقام۔ فرائض کے اسباب و حکم۔ انسان و تزکیہ نفس جہاد۔

بعثت مقرونہ کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا:۔

شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ سب سے کامل بعثت اس نبی کی ہوتی ہے جس کی بعثت مقرونہ ہوتی ہے یعنی اس کی بعثت کے ساتھ ایک پوری قوم تبلیغ و دعوت پر مامور اور اس کے فیض صحبت سے تیار ہو کر دوسرے انسانوں کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ایسی ہی جامع بعثت تھی جس کے ساتھ ایک پوری امت کو آپ کے منصب نبوت کی خدمت و اشاعت کے لئے مامور کر دیا گیا۔

مقالہ کو ختم کرتے ہوئے حضرت مولانا نے اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت اس کی جامعیت کا تذکرہ کیا۔ کہ فقہ، حدیث عقائد، عبادات اور معاملات سے تعلق رکھنے والے ابواب و مباحث کے ماسوا تدبیر منزل۔ خلافت و قضا۔ ابواب معیشت اور آداب صحبت کے مباحث بھی ہیں۔ جو اخلاق و معاشرت اور تمدن و معیشت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور عام طور پر کسی فقہی یا کلامی کتاب میں ان کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ کتاب اپنی جامعیت عمق، دین و شریعت کی وسیع لیکن مربوط ترجمانی اور ان صد ہا بیش قیمت نکات و تحقیقات کی بنا پر جو کتاب کے صفحات میں جا بجا پھیلے ہوئے ہیں۔ اسلامی کتب خانہ میں متعدد حیثیتوں سے بالکل انفرادی شان رکھتی ہے +